مولانا عبدالواحد گکھڑوی

خلافتِ فاروقی کا تصوّرِ احتساب

خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہدِ خلافت تاریخ اسلام کا ایک درخشندہ باب ہے۔ آپؓ کے عہدِ خلافت میں نظامِ نبوی نمایاں تھا۔ احتساب و مؤاخذہ جو کسی بھی معاشرے کی ابدی سلامتی، کامیابی و کامرانی، خوشحالی و فارغ البالی اور امن و سکون کا موجب ہوتا ہے، عہدِ فاروقی میں اس کا وجود بدرجۂ اتم موجود تھا۔

یہی وجہ ہے کہ جب آپ کسی شخص کو کوئی بھی عہدہ تفویض کرتے تو صحابہ کرامؓ کے ایک گروہ میں اس کی تقرری کا اعلان کرتے تاکہ وہ اس بات پر گواہ ہو جائیں کہ کون سا آدمی کس جگہ کس عہدہ پر منتخب کیا گیا ہے اور اسکے فرائض و اختیارات کیا کیا ہیں؟

"كان عمر اذا استعمل رجلا اشهد عليه رهطا من الانصار" (کتاب الخراج ص۶۶)

یہ اس لئے تاکہ ہر عامل و حاکم کے متعلق عوام کو اس کے فرائض و اختیارات کا علم ہو جائے کہ . . .

. . . . اگر وہ اپنے فرائض منصبی میں کوتاہی کرتا ہے یا اختیارات کا غلط استعمال کرتا ہے تو اس کا . . .

. . . . بروقت اور مناسب احتساب و مؤاخذہ کیا جا سکے۔

آج کل ہمارے ملک میں بھی اعلیٰ سطح پر حکام سے (بوقت منتخب کرنے عہدہ کے) بھی چند مجوزہ الفاظ و حروف پر مشتمل حلف نامے لئے جاتے ہیں۔ لیکن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی شخص کو کوئی عہدہ تفویض فرماتے تو اس سے مندرجہ ذیل امور کا عہد و پیمان لیتے:

۱۔ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہو گا۔

۲۔ باریک کپڑا نہیں پہنے گا۔

۳۔ چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا۔

۴۔ دروازے پر دربان نہ رکھے گا۔

۵۔ اہلِ حاجت کے لیئے دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا۔ (کتاب الخراج)

آپ اپنے عاملین وحکام کو ان کے حقوق و فرائض تفویض کرنے کے بعد ان کی پوری طرح نگہداشت بھی کرتے تھے۔ جو حاکم یا عامل اپنے فرائض منصبی میں کوتاہی کرتا یا اختیارات کا ناجائز استعمال کرتا یا مذکورہ عہدو پیمان کی شرائط میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کرتا تو آپ اس کا سختی سے احتساب و مواخذہ کرتے بطور نمونہ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ایک دفعہ حضرت فاروق رض بازار میں گھوم پھر رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی "عمر کیا عمال کیلئے چند قواعد مقرر کر دینے سے تم عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے؟ (کیا) تم کو یہ خبر ہے کہ عیاض بن غنم جو مصر کا عامل ہے، باریک کپڑے پہنتا ہے اور اس کے دروازے پر دربان مقرر ہے؟"

حضرت عمر رض نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور فرمایا کہ عیاض کو جس حالت میں پاؤ ساتھ لے آؤ محمد بن مسلمہ نے وہاں پہنچ کر دیکھا تو واقعی دروازہ پر دربان تھا اور عیاض باریک کپڑے کا کرتہ پہنے بیٹھے تھے۔ محمد بن مسلمہ عیاض کو اسی لباس میں ساتھ لیکر مدینہ آئے۔ حضرت عمر رض نے وہ کرتہ اتروا کر کمبل کا کرتہ پہنایا اور بکریوں کا ایک ریوڑ منگوا کر حکم دیا کہ جنگل میں لے جا کر چراؤ۔ عیاض نے انکار تو نہ کیا مگر عار محسوس کی۔ حضرت عمر رض نے فرمایا، "تجھ کو اس سے عار کیوں ہے؟ تیرے باپ کا نام اسی وجہ سے غنم تھا کہ وہ بکریوں کو چرایا کرتا تھا۔ چنانچہ عیاض رض نے دل سے توبہ کی اور جب تک زندہ رہے، اپنے فرائض نہایت خوبی سے انجام دیتے رہے۔ (کتاب الخراج ص۶۶)

۲۔ حضرت سعد رض بن ابی وقاص نے کوفہ میں اپنے لیئے ایک محل بنوایا تھا جس میں ڈیوڑھی بھی تھی۔ حضرت عمر رض نے اس خیال سے کہ اس سے اہلِ حاجت کو رکاوٹ ہوگی محمد بن مسلمہ کو مامور کیا کہ جا کر ڈیوڑھی میں آگ لگا دیں۔ چنانچہ اس حکم کی پوری تعمیل ہوئی۔ (الفاروق مصنفہ شبلی نعمانی ص۴۳ ج۲)

۳۔ ابوشحمہ نے جب شراب پی تو خود اپنے ہاتھ سے ان کو ۸۰ کوڑے مارے اور اس صدمہ سے وہ قضا کر گئے۔ قدامہ بن مظعون جو ان کے سالے اور بڑے رتبے کے صحابی تھے، جب اسی جرم میں ماخوذ ہوئے تو علانیہ ان کو اسی درے لگوائے۔ (کتاب مذکور ج ۲، ص ۲۵۳)

۴۔ ۲۱ھ میں سعد رض بن ابی وقاص، جنہوں نے قادسیہ کی مہم سر کی تھی اور کوفہ کے گورنر تھے، ان کی نسبت لوگوں نے حضرت عمر رض کے پاس شکایت کی۔ یہ وہ وقت تھا کہ ایرانیوں نے بڑے زور شور سے لڑائی کی تیاریاں کی تھیں اور لاکھ ڈیڑھ لاکھ فوج لے کر نہاوند کے قریب آ پہنچے تھے۔ مسلمانوں کو سخت تردد تھا اور ان کے مقابلہ کیلئے کوفہ سے فوجیں روانہ ہو رہی تھیں۔ عین اسی حالت میں یہ لوگ پہنچے۔ حضرت عمر رض نے فرمایا کہ اگرچہ نہایت تنگ اور پرخطر وقت ہے تاہم یہ تردد مجھ کو سعد رض بن ابی وقاص کی تحقیقات

سے نہیں روک سکتا۔ اسی وقت محمد بن مسلمہ کو روانہ کیا۔ انہوں نے کوفہ کی ایک مسجد میں جاکر لوگوں کے اظہار لئے اور سعدؓ بن ابی وقاص کو ساتھ لے کر مدینہ آئے۔ یہاں فاروق اعظمؓ نے خود ان کا بیان لیا۔[1]

۵۔ ایک دفعہ تمام عہدہ دارانِ ملکی کو حج کے زمانہ میں طلب کیا اور مجمع عام میں کھڑے ہوکر فرمایا کہ جس کسی کو ان لوگوں سے شکایت ہو، پیش کرے۔ اس مجمع میں عمروؓ بن العاص گورنر مصر اور بڑے بڑے رتبہ کے حکام موجود تھے۔ ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ فلاں عامل نے بلا وجہ مجھ کو سو دُرّے مارے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اٹھ اور اپنا بدلہ لے"

عمروؓ بن العاص نے کہا، "امیر المؤمنین، اس طریق سے تمام عمال بے دل ہو جائینگے" حضرت عمرؓ نے فرمایا، "تاہم ایسا ضرور ہوگا۔" یہ کہہ کر پھر مستغیث کی طرف متوجہ ہوئے کہ اپنا کام کر۔ عمروؓ بن العاص نے مستغیث کو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ سو دینار لے لے اور اپنے دعوٰی سے باز آئے۔ (کتاب الخراج ص ۶۶)

معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کا استحکام اور مقبول عام ہونا اس بات پر مبنی تھا کہ آپؓ احتساب ومؤاخذہ کے سختی سے پابند تھے۔ ملکی معاملات و انتظامات اور حکام و عمال کی فرائض دہی پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ آپؓ کی خلافت میں عدل وانصاف کا دور دورہ تھا۔ ایوانِ عدالت میں چھوٹے اور بڑے، شاہ وگدا، امیر وغریب، شریف و رذیل قانون کے لحاظ سے سب برابر تھے۔ حتیٰ کہ قانون کی نظر میں خلیفہ اور عامی کو بھی برابر تصور کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپؓ اور ابیؓ بن کعب میں کچھ نزاع تھی۔ ابی نے زید بن ثابت کے ہاں مقدمہ دائر کیا۔ حضرت عمرؓ مدعا علیہ کی حیثیت سے حاضر ہوئے۔ زید نے تعظیم دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، یہ تمہارا پہلا ظلم ہے۔ یہ کہہ کر ابی کے پاس بیٹھ گئے۔ ابی کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا اور حضرت عمرؓ کو دعوے سے انکار تھا۔ ابی نے قاعدے کے موافق حضرت عمرؓ سے قسم لینی چاہی۔ لیکن زید نے ان کے رتبے کا پاس کرکے ابی سے درخواست کی کہ امیر المؤمنین کو قسم سے معاف رکھو۔ حضرت عمرؓ اس طرفداری پر نہایت رنجیدہ ہوئے۔ زید کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا "جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور عمر دونوں برابر نہ ہوں، تم منصبِ قضا کے قابل نہیں سمجھے جا سکتے" (الفاروق ج ۲ ص۱۸۱)

---

[1] پوری تفصیل کے لئے دیکھئے تاریخ طبری ص ۲۶۰۶ تا ۲۶۰۸، صحیح بخاری میں بھی اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ دیکھئے کتاب مذکور ج ۱ صفحہ ۱۰۴ مطبوعہ میرٹھ۔